شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفتِ تیسیر اور مشکلاتِ بائبل تحقیقی جائزہ

محمد افضل*

ڈاکٹر طاہرہ بشارت**

The messengers of Allah SWT, apart from making better the End of their nations, focused on their wordly dilemmas and difficulties and provided the best remedies and solutions. Once these messengers departed from their world, their disciples misconstrued the teachings and for worldly benefits facilitated themselves and troubled others. To mitigate and end these worsening conditions, Allah SWT sent Prophet Muhammad pbuh; he were to end the delusions of the people and severe any chains that cut His servants from Him. Ease and facility are the cornerstone and foundation of Muhammad pbuh's Shariah. Owing much to his courteous, forgiving and kind nature, the messenger preferred ease for his followers and nation. Whenever he explained and instituted the injunctions of Allah SWT, he chose the path that was grounded in ease. Similarly, whenever he appointed his companions to teach and guide, he advised them to avoid difficulties and create relaxation for people. In this essay, an analytic view will be taken of Muhammad pbuh and Bible's take on life's diverse aspects and it will elucidated that the Shariah of Muhammad pbuh is comparatively lenient and accessible and accommodating towards the daily problems of people.

اللہ تعالٰی رحمان، رحیم اور رؤف بالعباد ہے اور اس نے جو اپنے بندوں کو دین تفویض کیا ہے اس میں اپنے بندوں کی سہولت، آسانی اور تیسیر کو ملحوظ رکھا ہے۔ اللہ تعالٰی چونکہ اپنے بندوں سے تنگی کی بجائے آسانی کا ارادہ رکھتا ہے اس لئے اپنے بندوں کو ایسے احکام کا مکلف نہیں ٹھہرایا جو

*لیکچرر، گورنمنٹ اسلامیہ پوسٹ گریجوایٹ کالج، نارووال۔

**پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور۔

ان کے لئے نا قابلِ تحمل یا باعث مشقت ہوں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَ لَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ ١

اللہ تم سے آسانی کا ارادہ رکھتا ہے اور وہ تنگی کا ارادہ نہیں رکھتا۔

اللہ رب العالمین کا یہ احسانِ عظیم ہے کہ اس نے جس عظیم ہستی پر اس دین کا نزول فرمایا ہے وہ بھی شفیق ومہرباں، نرم دل، نرم خو اور اپنی امت کے لئے آسانی اور تیسیر پیدا کرنے والے ہیں۔ ان کی شفقت اور رحم دلی کو قرآنِ مجید نے بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ﴾ ٢

یہ اللہ کی رحمت ہے کہ آپ لوگوں کو نرم دل مل گئے اور اگر آپ اکھڑ مزاج اور سخت دل ہوتے تو لوگ آپ کے پاس سے منتشر ہو جاتے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر معاملہ ءانسانی میں تیسیر، آسانی اور سہولت کا خیال رکھا کرتے تھے تا کہ دین پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے لوگ مشکلات اور پریشانیوں میں نہ جکڑے جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی منفعت اور آسانی کے خواہش مند تھے، لوگوں کا مشکلات اور پریشانیوں میں پڑ جانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر گراں گزرتا تھا۔ قرآنِ مجید میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ارشادِ باری ہے:

﴿ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴾ ۔ ٣

تحقیق تمہارے پاس ایسا رسول آیا ہے جو تمہاری جنس سے ہے جس کو تمہاری تکلیف کی بات گراں گزرتی ہے جو تمہاری منفعت کا خواہشمند رہتا ہے ایمانداروں کے ساتھ بڑا ہی مہربان اور شفیق ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی مشکلات آسان کرنے کے لئے اور ان کی راہنمائی کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مشن کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ آپ من گھڑت پابندیوں، ناروا بندشوں اور ہر قسم کی زنجیروں کو توڑ کر لوگوں کو اللہ کی غلامی کی صف میں لا کھڑا کریں۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اپنی امت کے لئے تیسیر اور آسانی کا معاملہ کیا ہے اس کی قرآنِ مجید نے ان الفاظ میں وضاحت فرمائی ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ يَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ﴾ ۔ ٤

وہ ان سے بوجھ اتارتا ہے جو ان پر لدے ہوئے تھے اور وہ بندشیں کھولتا ہے جن میں وہ جکڑے ہوئے تھے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے متعلق اس بات کی وضاحت فرمائی ہے مجھے اللہ تعالی نے اسی لئے مبعوث فرمایا ہے کہ میں لوگوں کے لئے آسانی اور سہولت کا راستہ پیدا کروں۔

((إِنَّ اللهَ لَمْ يَبْعَثْنِي مُعَنِّفًا، وَلَكِنْ بَعَثَنِي مُعَلِّمًا مُيَسِّرًا)) ۔٥

''اللہ تعالی نے مجھے سختی کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا بلکہ مجھے معلمِ یسیر بنا کر بھیجا ہے''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے افراد کے لئے جو تیسیر، آسانی اور سہولت کا پہلو اختیار کیا تھا اس کو اجاگر کرتے ہوئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((مَا خُيِّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَأْثَمْ، فَإِذَا كَانَ الإِثْمُ كَانَ أَبْعَدَهُمَا مِنْهُ)) ۔٦

''جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو چیزوں میں سے ایک چیز کو اختیار کرنے کا اختیار دیا گیا تو آپ نے ان میں ہمیشہ آسان چیزوں کو اختیار فرمایا، بشرطیکہ اس میں گناہ کا کوئی پہلو نہ ہوتا۔ اگر اس میں گناہ کا پہلو ہوتا تو آپ اس سے سب سے زیادہ دور رہتے''

صرف یہی نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود افراد کے لئے آسانی اور تیسیر کا خیال رکھتے تھے بلکہ آپ اپنے خلفاء، اصحاب اور ورثاء کو بھی اسکا حکم صادر فرمایا کرتے تھے، ان کو افراد کے لئے دین میں تیسیر کو اپنانے کا حکم دیا کرتے تھے اور ان کو دین میں سختی کرنے سے منع کیا کرتے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو یمن میں گورنر بنا کر بھیجا تو انہیں یہ حکم صادر فرمایا:

((عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ :لَمَّا بَعَثَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ، قَالَ لَهُمَا :يسِّرا وَلَا تُعَسِّرَا، وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا، وَتَطَاوَعَا)) ۔٧

سعید بن ابو بردہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اور حضرت معاذ بن جبل کو روانہ فرمایا تو انہیں ہدایات فرمائیں کہ سختیوں سے اجتناب اور آسانیاں پیدا کرنا، لوگوں کو خوشیوں کے پیغام دینا اور نفرتیں نہ پھیلانا اور ایک دوسرے کے ساتھ

تعاون کرنا۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسیر اور آسانی کے بارے میں اپنی امت کی راہنمائی ان الفاظ میں فرمائی:

((إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ، وَلَنْ يُشَادَّ الدِّينَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ، فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا، وَأَبْشِرُوا، وَاسْتَعِينُوا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِنَ الدُّلْجَةِ)) ۸

بے شک دین آسان ہے اور جو شخص دین میں سختی کرے گا دین اس پر غالب آجائے گا (اس کی سختی نہ چل سکے گی) پس اپنے عمل میں پختگی اختیار کرو اور جہاں تک ممکن ہو میانہ روی اور نرمی برتو اور خوش ہو جاؤ اور صبح، دوپہر، شام اور کچھ قدر رات کو مدد حاصل کرو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

((فإنما بعثتم ميسرين ولم تبعثوا معسرين)) ۹

تم آسانی کے لئے بھیجے گئے ہو اور تنگی کرنے کے لئے نہیں بھیجے گئے۔

اسلام ایک آسان دین ہے اس میں جب کسی کو احکامِ شرعی کا مکلّف بنایا جاتا ہے تو اس کی استطاعت، احوال اور مساکن کا خیال رکھا جاتا ہے۔

﴿لا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ ۱۰

''اللہ کسی کو اس کی برداشت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا''

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ تیسیر اور آسانی کو پسند کرنے والے تھے اس لئے آپ نے شریعتِ اسلامیہ کی تعبیر و تشریح اس انداز سے فرمائی کہ افراد کے لئے اس کے احکام ناقابلِ تحمل اور باعث مشقت نہ ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سابقہ امم میں موجود سختیوں اور پابندیوں سے انسانوں کو نجات دلائی جو انسان کے لئے مشکلات اور پریشانیوں کا باعث تھیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کا سابقہ امم کے احکام سے موازنہ کیا جائے تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ آپ نے احکام کی بجا آوری میں لوگوں کے لئے انتہائی تیسیر اور آسانی کا راستہ اختیار کیا ہے،اس میں حکمت یہ تھی کہ لوگ شریعت کے احکام سے راہِ فرار اختیار نہ کریں بلکہ وہ شریعت کے احکام پر عمل پیرا ہونے میں اپنی افادیت کا پختہ یقین کرلیں۔

یومِ مقدس کے احکام:

یہودیت کے نزدیک سبت کا دن مقدس مانا جاتا ہے اور اس دن کو عبادت کے لئے مخصوص کیا گیا

ہے اس کے بارے میں جو بائبل کے احکام موجود ہیں وہ اسقدر سخت ہیں کہ ان کی بجا آوری انتہائی مشکل امر ہے اور موجودہ حالات میں ان احکام پر عمل پیرا ہونا انسانی استطاعت اور قدرت میں ممکن نہیں ہے۔

کتاب خروج میں اس دن کی اہمیت اور فضیلت کو بیان کرتے ہوئے اس دن میں کام کاج کی ممانعت کی گئی ہے:

''سبت کے دن کو یاد سے پاک رکھ۔ چھ دن تک تو محنت سے اپنا سارا کام کاج کرنا۔لیکن ساتویں دن خداوند تیرے خدا کا سبت ہے،اس دن نہ تو کوئی کام کرنا نہ تیرا بیٹا نہ تیری بیٹی، نہ تیرا نوکر نہ نوکرانی نہ تیرے چوپائے اور نہ ہی کوئی مسافر جو تیرے یہاں مقیم ہو۔ کیونکہ چھ دن میں خداوند نے آسمانوں کو، زمین کو، سمندر کو اور جو کچھ ان میں ہے وہ سب بنایا،لیکن ساتویں دن آرام کیا اس لئے خداوند نے سبت کے دن کو برکت دی اور اسے مقدس ٹھہرایا۔'' [11]

اس کی مزید وضاحت کتاب خروج میں ان الفاظ میں کی گئی ہے ،جو اس دن کی بے حرمتی کرے اس کو ماردیا جائے:

''پس تم سبت کو ماننا اس لئے کہ وہ تمہارے لئے مقدس ہے اور جو کوئی اس کی بے حرمتی کرے وہ ضرور مار ڈالا جائے۔ چھ دن کام کاج کیا جائے ،لیکن ساتواں دن آرام کا سبت ہے۔ جو خداوند کے لئے مقدس ہے۔ جو کوئی سبت کے دن کام کرے وہ ضرور مار ڈالا جائے'' [12]

یہاں تک ہی نہیں اس کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو اس دن کام کرے اس کو قوم سے خارج کر دیا جائے:

''لہذا سبت کو مانو کیونکہ یہ تمہارے لئے مقدس ہے اور جو کوئی اس کی بے حرمتی کرے وہ ضرور مار ڈالا جائے اور جو کوئی اس دن کوئی کام کرے،اپنی قوم سے خارج کیا جائے۔'' [13]

امتِ مسلمہ کے نزدیک سب سے اہم اور مقدس دن جمعہ کا دن ہے ،یہ دن مسلمانوں کے نزدیک عید کی حیثیت رکھتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کی فضیلت کے بارے میں فرمایا:

((خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ، وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا)) ١٤

''بہترین دنوں میں جب سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے اسی میں آدم پیدا ہوئے اور اسی میں جنت میں گئے اور اسی میں وہاں سے نکلے''

اس دن کی فضیلت اور عظمت کے بارے میں بہت ساری احادیث زبانِ نبوت سے صادر ہوئی ہیں لیکن کسی حدیث میں تجارت اور کاروبار کی ممانعت وارد نہیں ہوئی صرف یہی حکم دیا گیا ہے کہ امام کے خطبہ کو خاموشی سے سنا جائے

((إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ :أَنْصِتْ، يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، فَقَدْ لَغَوْتَ)) ١٥

''جمعہ کے دن جس وقت امام خطبہ دے رہا ہو، تم اپنے ساتھی سے کہو کہ چپ رہو تو تم نے ایک لغو بات کی''

یہودیوں کی تعلیمات کے مطابق سبت کے دن تجارت اور کاروبار کرنا منع ہے جبکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت مسلمہ کے لئے جمعہ کے دن ایسی کوئی قید اور پابندی نہیں لگائی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسانی اور تیسیر پیدا کی کہ جب امام خطبہ دے تو تب تمام لوگ خاموشی سے اس کی واعظ ونصیحت کو سماعت کریں اور جب نماز کی تکمیل ہو جائے تب کارو بار اور تجارت کی کوئی ممانعت نہیں فرمائی۔

مخالفین اور معرکہ آرائی کے متعلق احکام:

بائبل نے اپنے مخالفین کے بارے میں بہت سخت رویہ اختیار کیا ہے کہ مخالفین کے ساتھ کسی قسم کے معاہدہ کو اور ان پر رحم کرنے کو بھی جائز قرار نہیں دیا۔ بائبل میں کہا گیا ہے کہ جب تم دشمنوں پر فاتح بن جاؤ تو کسی کو زندہ نہ چھوڑنا اور ان کو بالکل نابود کر دینا۔

کتابِ گنتی میں ہے:

''اور جیسا خداوند نے موسیٰ کو حکم دیا تھا اس کے مطابق انہوں نے مدیانیوں سے جنگ کی اور سب مردوں کو قتل کر دیا۔ ان سب کے شہروں کو جن میں وہ رہتے تھے اور ان سب کی چھاؤنیوں کو آگ سے پھونک دیا۔'' ١٦

کتاب گنتی میں دشمنوں کے بچوں اور عورتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے:

''اس لئے ان بچوں میں جتنے لڑکے ہیں سب کو مار ڈالو اور جتنی عورتیں مرد کا منہ دیکھ چکی ہیں ان کو قتل کر ڈالو۔'' ۱۷

کتاب استثناء میں اعدائے یہودیت کے بارے میں یہ احکام دیئے گئے ہیں:

''جب خداوند تمہارا خدا تمہیں اس ملک میں لے آئے جسے حاصل کرنے کے لئے تم اس میں داخل ہو رہے ہو اور تمہارے سامنے بہت سی قوموں کو نکال دے جیسی کہ حتی، جرجاشی، اموی، کنعانی، فرزی، حوی اور یبوسی یہ سات قومیں ہیں جو تم سے زیادہ بڑی اور زور آور ہیں۔ اور جب خداوند تمہارا خدا انہیں تمہارے حوالے کر دے اور تم انہیں شکست دو تو ان کو بالکل نابود کر دینا۔ ان کے ساتھ کوئی معاہدہ نہ کرنا اور نہ ان پر رحم کرنا۔'' ۱۸

کتاب استثنا میں دوسری جگہ اس حکم میں مزید سختی کی گئی ہے:

''ان کے شہروں میں جن کو خداوند نے تیرے میراث کے طور پر تجھ کو دیا ہے کسی ذی نفس کو جیتا نہ بچا رکھنا۔'' ۱۹

مذکورہ بالا وہ تعلیمات ہیں جو یہودیت میں مخالفین اور دشمنوں کے بارے میں دی گئی ہیں، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمنانِ اسلام اور اعدائے اسلام کے بارے میں جو احکام صادر فرمائے ہیں ان میں کمال کی نرمی اور آسانی پائی جاتی ہے اور شرائع من قبلنا میں اس طرح کا نرم اور آسانی والا رویہ اختیار نہیں کیا گیا۔

أَنَّ امْرَأَةً وُجِدَتْ فِي بَعْضِ مَغَازِي النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْتُولَةً، فَأَنْكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتْلَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ ۔ ۲۰

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غزوہ (غزوہ فتح) میں ایک عورت مقتول پائی گئی تو آپ نے عورتوں اور بچوں کے قتل کرنے پر انکار فرمایا''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف جنگ میں عورتوں اور بچوں کے قتل کو ناپسند کیا بلکہ جنگ میں ان کے قتل کی حکماً ممانعت بھی فرمائی:

((فَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ)) ۲۱

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلم جنگی قیدیوں کے ساتھ نرمی اور تیسیر کا جو پہلو رکھا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعث سے قبل چشمِ فلک نے اس طرح کا منظر نہ دیکھا ہوگا۔

لَمَّا كَانَ يَوْمَ بَدْرٍ أُتِيَ بِأُسَارَى، وَأُتِيَ بِالعَبَّاسِ وَلَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ ثَوْبٌ، فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ قَمِيصًا، فَوَجَدُوا قَمِيصَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُبَيٍّ يَقْدُرُ عَلَيْهِ، فَكَسَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهُ ۲۲

''جب بدر کی لڑائی سے قیدی لائے گئے، جن میں حضرت عباس بھی تھے۔ان کے بدن پر کپڑا نہیں تھا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے قمیص تلاش کروائی (وہ لمبے قد کے تھے)اس لئے عبداللہ بن ابی کی قمیص ہی ان پر آسکی اور آپ نے انہیں وہ قمیص پہنا دی''

عورت کے لئے آدابِ عبادت:

بائبل کی تعلیمات کے مطابق کسی عورت کو عبادت گاہ میں بولنے کی اجازت نہیں ہے اور اس پر لازم ہے کہ وہ عبادت گاہ میں خاموش رہے،اور عورت پر یہ پابندی عائد کی گئی ہے کہ اگر اس نے کوئی بات یا کوئی مسئلہ دریافت کرنا ہو تو وہ اپنے شوہر سے گھر میں جا کر سوال کرے لیکن کلیسا میں گفتگو سے مکمل اجتناب کرے۔

کرنتھیوں میں ہے:

''عورتیں کلیسا کے اجتماع میں خاموش رہیں۔انہیں بولنے کی اجازت نہیں بلکہ تابع رہیں جیسا کہ تورات میں بھی مرقوم ہے۔ہاں اگر کوئی بات پوچھنا چاہیں تو گھر میں اپنے شوہروں سے پوچھیں۔اس لئے کہ یہ شرم کی بات ہے کہ عورت کلیسا کے اجتماع میں بولے۔'' ۲۳

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں خواتین مسجد میں با جماعت نماز ادا کیا کرتی تھیں اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسائل بھی دریافت کیا کرتی تھیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں اعتکاف کیا کرتے تو ازواجِ مطہرات آپ سے آکر مسجد میں ملاقات کرتیں،اہم مسائل اور امور کے متعلق سوالات بھی دریافت کرتیں تھیں۔جس سے اس بات کی وضاحت ہوجاتی ہے کہ شرائع من قبلنا میں عورتوں کے لئے ایک مشکل امر کو آپ نے آسان کر دیا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں

' أَنَّهَا جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزُورُهُ فِي اعْتِكَافِهِ فِي المَسْجِدِ فِي العَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً، ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ ـ ٢٤

''رمضان کے آخری عشرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف بیٹھے ہوئے تھے۔وہ مسجد میں آپ سے ملنے آئیں،تھوڑی دیر تک باتیں کیں پھر واپس ہونے کے لئے کھڑی ہوئیں''

اسلام میں عورت پر ایسی کوئی بندش نہیں لگائی گئی بلکہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنھا کے الفاظ سے یہ بات واضح ہوتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں عورت کے بات کرنے پر کوئی پابندی نہیں لگائی تھی اسی لئے وہ آپ سے مسجد میں ملاقات کے لئے گئیں اور آپ سے بات چیت بھی کی ۔

طلاق دینے اور مطلقہ عورت سے شادی کی ممانعت:

رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کے لئے ہر شخص اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق بہتر فیصلہ کرنے کی کوشش کرتا ہے،لیکن انتہائی سعی کے بعد بھی انسان اپنے کئے ہوئے فیصلہ کو صائب نہیں سمجھتا،اب اس کے لئے کیا راستہ ہے؟کیا وہ اپنے کئے ہوئے فیصلہ کو ختم کرنے کا اختیار رکھتا ہے یا نہیں؟دوسری بات یہ کہ پابندیوں اور بندشوں کے باوجود کسی عورت کو طلاق ہوجائے تو وہ بقیہ زندگی کیسے گزارے؟بائبل مطلقہ عورت سے شادی کی اجازت نہیں دیتی،اگر کوئی شخص مطلقہ سے شادی کرے گا تو وہ زنا کا مرتکب ہوگا۔

کتابِ احبار میں مطلقہ عورت سے نکاح کی ممانعت کی گئی ہے:

''کسی فاحشہ یا ناپاک عورت سے بیاہ نہ کرنا اور نہ اس عورت سے بیاہ کرنا جسے

اس کے شوہر نے طلاق دی ہو۔'' [۲۵]

کتابِ متی میں ہے:

''یہ بھی کہا گیا تھا کہ جو کوئی اپنی بیوی کو چھوڑے اسے طلاق نامہ لکھ دے ،لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرام کاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دے وہ اس سے زنا کرتا ہے اور جو کوئی اس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے تو وہ زنا کرتا ہے۔'' [۲۶]

کتابِ مرقس میں طلاق کو ممنوع قرار دیا گیا ہے:

''فریسی فرقہ کے بعض لوگ اس کے پاس آئے اور اسے آزمانے کی غرض سے پوچھنے لگے کہ کیا آدمی کا اپنی بیوی کو چھوڑ دینا جائز ہے؟ یسوع نے جواب میں کہا اس کے بارے میں موسیٰ نے تمہیں کیا حکم دیا ہے؟ وہ بولے موسیٰ نے تو یہ اجازت دی ہے کہ آدمی طلاق نامہ لکھ کر اسے چھوڑ سکتا ہے۔ یسوع نے ان سے کہا: موسیٰ نے تمہاری سخت دلی کی وجہ سے یہ حکم دیا تھا۔ مگر خلقت کے شروع سے ہی خدا نے انہیں مرد اور عورت بنایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آدمی اپنے ماں باپ سے جدا ہو کر اپنی بیوی کے ساتھ رہتا ہے۔ اور وہ دونوں ایک تن ہو جاتے ہیں۔ وہ دو نہیں بلکہ ایک جسم ہیں۔ پس جنہیں خدا نے جوڑا ہے انہیں کوئی انسان جدا نہ کرے۔'' [۲۷]

مذکورہ بالا احکام میں اس قدر سختی اور تنگی ہے کہ ان پر عمل کرنا ہر مرد و زن کے لئے ناممکن ہے، کہ اگر کوئی مرد اور عورت ایک مرتبہ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو جائیں تو وہ کبھی اپنے اس فیصلہ کو قطعاً ختم نہیں کر سکتے، چاہے وہ جس قدر ایک دوسرے کو ناپسند کرتے ہوں۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معاملہ انسانی کے بارے میں جو فرامین ہیں وہ بالکل عین فطرت کے مطابق ہیں کیونکہ انسان اپنی زندگی میں بہت سے فیصلے کرتا ہے جن میں غلط اور درست دونوں طرح کے امکان موجود ہوتے ہیں ،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ طلاق کے عمل کو پسند نہیں کیا لیکن کسی سے طلاق کا حق بھی نہیں چھینا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى الطَّلَاقُ)) ۲۸

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سے سب سے ناپسندیدہ طلاق ہے''

اس سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ طلاق دینا حرام نہیں ہے لیکن طلاق کوئی عام معاملہ بھی نہیں ہے کہ چھوٹی اور معمولی بات پر دے دی جائے حلال ہونے کے باوجود اللہ کے ہاں ناپسندیدہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلقہ عورت سے شادی کو ناپسند نہیں کیا بلکہ اس کے لئے یہاں تک فرمایا کہ اس کی رضامندی سے دوسری جگہ شادی کی جائے اور وہ اپنی رضامندی کا اظہار الفاظ میں کرے:

((لَا تُنْكَحُ الثَّيِّبُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ، وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنُ)) ۲۹

''ثیبہ کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے اور باکرہ کا نکاح بھی اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے''

میت کو چھونے سے ناپاکی:

یہودیت کی تعلیمات کے مطابق کوئی شخص لاش کو چھولے تو سات دن تک ناپاک رہتا ہے۔ وہ تیسرے اور ساتویں دن خود کو پانی سے پاک کرلے تو پاک ہوسکتا ہے اگر پاک نہیں کرتا تو خدا کے مسکن کو ناپاک کرتا ہے اور ایسے شخص کے بارے میں بائبل کہتی ہے اس کو بنی اسرائیل سے کاٹ دیا جائے۔

کتابِ گنتی میں ہے:

''جو شخص کسی لاش کو چھوئے وہ سات دن تک ناپاک رہے گا۔ وہ شخص اپنے آپ کو تیسرے دن اور ساتویں دن پانی سے پاک کرلے تب وہ پاک ہوجائے گا۔ لیکن اگر وہ اپنے آپ کو تیسرے دن اور ساتویں دن پاک نہ کرے تو وہ ناپاک ہوگا اور جو شخص کسی لاش کو چھوتا ہے اور اپنے آپ کو پاک نہیں کرتا وہ خدا کے مسکن کو ناپاک کرتا ہے۔ وہ شخص اسرائیل میں سے کاٹ ڈالا جائے کیونکہ ناپاکی دور کرنے کا پانی اس پر نہیں چھڑکا گیا اس لئے وہ ناپاک ہے اور اس کی ناپاکی قائم رہے گی۔'' ۳۰

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت مسلمہ کے لئے اس مسئلہ میں آسانی اور تیسیر فرمائی آپ نے میت کے بارے میں فرمایا:

((لَا تُنَجِّسُوا مَوْتَاكُمْ فَإِنَّ الْمُسْلِمَ لَيْسَ بِنَجَسٍ حَيًّا وَلَا مَيِّتًا)) ۳۱

"تم اپنے مردوں کو نجس نہ سمجھو، مسلم مردہ اور زندہ کسی حالت میں بھی ناپاک نہیں ہوتا"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف میت کو پاک قرار دیا بلکہ آپ نے میت کو بوسہ بھی دیا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے اس بات کی مزید وضاحت ہو جائے کہ میت ناپاک نہیں ہوتی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں:

قَبَّلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُونٍ وَهُوَ مَيِّتٌ، فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى دُمُوعِهِ تَسِيلُ عَلَى خَدَّيْهِ ۳۲

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون کو ان کی وفات کے بعد بوسہ دیا، گویا میں آپ کے رخساروں پر آنسوں بہتے دیکھ رہی تھی"

اعلی درجات کا حصول:

بائبل میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شاگرد بننے کے لئے والدین اور بہن بھائیوں سے دشمنی اختیار کرنا ضروری ہے۔

انجیلِ لوقا میں یسوع مسیح علیہ السلام کی شاگردی کے حصول کا یہ طریقہ بتایا گیا ہے:

"اگر کوئی میرے پاس آئے اور اپنے باپ اور ماں اور بیوی اور بچوں اور بھائیوں اور بہنوں بلکہ اپنی جان سے بھی دشمنی نہ کرے تو میرا شاگرد نہیں ہوسکتا۔" ۳۳

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان دار ہونے کی نشانی یہ بتائی ہے کہ سب سے زیادہ مجھ سے محبت کرتا ہو:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ، وَوَلَدِهِ، وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ)) ۳۴

"تم میں سے کوئی اس وقت مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر مجھ سے محبت نہ کرے"

کفارۂ خطا ونسیان:

بائبل کی تعلیمات کے مطابق اگر کسی فرد سے غیر ارادی طور پر خطا ہو جائے تو وہ مجرم ہے اور اس کو کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

کتابِ احبار میں ہے:

''اگر جماعت کا کوئی فرد غیر ارادی طور پر خطا کرے اور ایسا کام کرے خداوند کے احکام کے مطابق ممنوع قرار دیا گیا ہو اور وہ مجرم ہو جائے۔اور جب اسے اس خطا سے جو اس سے سرزد ہوئی آگاہ کیا جائے تو لازماً اس خطا کے لئے جو اس سے سرزد ہوئی ایک بے عیب بکری لائے۔'' ۳۵

اس کی مزید وضاحت اس طرح کی گئی ہے:

''یا اگر وہ شخص انسانی نجاست کی کسی ایسی چیز کو چھولے جو اسے ناپاک کردے تو معلوم ہونے پر وہ مجرم ٹھہرے گا۔اور جو خطا اس سے سرزد ہوئی اس کی سزا کے طور پر وہ لازماً ریوڑ سے ایک مادہ بھیڑ یا بکری خطا کی قربانی کے طور پر خداوند کے حضور لائے اور کاہن اس کی خطا کا کفارہ دے دے۔'' ۳۶

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطا اور نسیان میں انسان کے لئے سہولت اور آسانی پیدا کرتے ہوئے فرمایا:

((تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ، وَالنِّسْيَانَ، وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ)) ۳۷

''میری امت کی خطا،نسیان اور جس کام پر ان کو مجبور کردیا جائے اللہ تعالیٰ نے اس کو معاف کردیا ہے''

برے خیال کی سزا:

انسان کا دل وسوسوں اور خیالات کی آماجگاہ، یہ خیالات اچھے اور بعض اوقات برے ہوتے ہیں۔

انجیل متی میں برے خیال کی سزا یہ بیان کی گئی ہے:

''تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ تم زنا نہ کرنا۔لیکن میں تم سے کہتا ہوں جو کوئی کسی عورت پر بری نظر ڈالتا ہے وہ اپنے دل میں پہلے ہی زنا کر چکا ہے۔اس لئے اگر تیری دائیں آنکھ گناہ کا باعث بنتی ہے تو اسے نکال کر پھینک دے کیونکہ تیرے لئے یہی مفید ہے کہ تیرے اعضاء میں سے ایک عضو جاتا رہے بہ نسبت اس کے کہ تیرا سارا بدن جہنم میں ڈال دیا جائے۔'' ۳۸

انسان کے دل میں جو برے خیالات پیدا ہوتے ہیں ان کے بارے میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

((إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ لِي عَنْ أُمَّتِي مَا وَسْوَسَتْ بِهِ صُدُورُهَا، مَا لَمْ تَعْمَلْ أَوْ تَكَلَّمْ)) ۳۹

''اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے میری امت کے دل میں وسوسوں کو معاف کیا ہے

جب تک وہ عمل نہ کرے یا اسے زبان سے ادا نہ کرے''

ایک اور حدیث میں ہے:

((إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي كُلَّ شَيْءٍ حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسَهَا، مَا لَمْ تَكَلَّمْ بِهِ أَوْ تَعْمَلْ)) ۴۰

''اللہ تعالیٰ نے میری امت کے دل میں پیدا ہونے والی ہر چیز کو معاف کر دیا ہے

جب وہ اس کے بارے میں بات نہیں کرے یا اس پر عمل نہ کرے''

اولاد کو باپ داد کے گناہ کی سزا:

بائبل میں ہے کہ اگر باپ داد کسی گناہ میں مجرم ٹھہریں تو ان کی اولادوں کو بھی ان کے گناہ کی سزا دی جاتی ہے۔

کتابِ گنتی میں ہے:

''وہ گناہ اور خطا کو بخش دیتا ہے لیکن وہ مجرم کو ہرگز بری نہیں کرے گا کیونکہ وہ باپ داد کے گناہ کی سزا ان کی اولاد کو تیسری اور چوتھی پشت تک دیتا ہے۔'' ۴۱

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا ہے۔

((أَلَا لَا يَجْنِي جَانٍ إِلَّا عَلَى نَفْسِهِ .لَا يَجْنِي وَالِدٌ عَلَى وَلَدِهِ، وَلَا مَوْلُودٌ عَلَى وَالِدِهِ)) ۴۲

''خبردار کوئی جرم کرنے والا اپنے سوا کسی پر جرم نہیں کرتا۔ نہ باپ کے جرم کی ذمہ داری اس کے بیٹے پر ہے۔ نہ بیٹے کے جرم کی ذمہ داری اس کے باپ پر ہے''

چھوت، کوڑھی اور جریان کا مرض انسان کو ناپاک کر دیتا ہے:

بائبل میں چھوت کے مریض سے دور رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ وہ ناپاک ہے۔

کتاب احبار میں ہے:

''اور جو کوئی اس بلا میں مبتلا ہو اس کے کپڑے پھٹے اور سر کے بال بکھرے رہیں اور وہ اوپر کے ہونٹ کو ڈھانکے۔اور چلا چلا کر کہے ناپاک ناپاک۔''[۴۳]

کوڑھی اور جریان کے مریض کے متعلق کتاب احبار میں کہا گیا ہے:

''ہارون کی نسل میں جو کوڑھی یا جریان کا مریض ہو وہ جب تک پاک نہ ہو جائے پاک چیزوں میں سے کچھ نہ کھائے۔''[۴۴]

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مریض کے بارے میں فرمایا ہے اس سے دعا کرائی جائے کیونکہ اس کی دعا جلد قبول ہو جاتی ہے۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا دَخَلْتَ عَلَى مَرِيضٍ، فَمُرْهُ أَنْ يَدْعُوَ لَكَ؛ فَإِنَّ دُعَاءَهُ كَدُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ)) [۴۵]

''جب تو کسی مریض کے پاس جائے تو اسے کہہ کہ تیرے لئے دعا کرے کیونکہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی طرح ہے''

خلاصہ بحث:

دینِ اسلام تیسیر، آسائش، آسانی اور سہولتِ انسانی پر مبنی دین ہے، اس کی تعلیمات میں بہت زیادہ وسعت اور گنجائش پائی جاتی ہے۔شریعتِ اسلامیہ کا خاصہ یہ کہ اسمیں کسی انسان کو حکمِ شرعی کا مکلف ٹھہراتے ہوئے اس کی استطاعت، قدرت، احوال اور مساکن کا خیال رکھا جاتا ہے۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے ساتھ انتہائی شفقت، مہربانی، گنجائش، آسانی اور تیسیر کا رویہ اختیار فرماتے تھے، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شریعتِ اسلامیہ کی تعبیر وتشریح کرتے ہوئے افراد کے لئے مزید تیسیر، آسانی اور گنجائش پیدا کی تا کہ خلقِ خدا کو احکامِ خدا پر عمل کرنے میں تنگی اور مشکل نہ ہو۔

فرامینِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بائبل سے موازنہ کر کے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

﴿وَ يَضَعُ عَنۡهُمۡ اِصۡرَهُمۡ وَ الۡاَغۡلٰلَ الَّتِىۡ كَانَتۡ عَلَيۡهِمۡ﴾ [۴۶]

وہ ان سے بوجھ اتارتا ہے جو ان پر لدے ہوئے تھے اور وہ بندشیں کھولتا ہے جن
میں وہ جکڑے ہوئے تھے

اس آیت مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو صفت بیان کی گئی ہے یہ اتم درجہ
آپ میں موجود تھی، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر قرآن مجید کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

((إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ، وَلَنْ يُشَادَّ الدِّينَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ)) ۵۔ ۴۷

بے شک دین آسان ہے اور جو شخص دین میں سختی کرے گا دین اس پر غالب
آجائے گا (اس کی سختی نہ چل سکے گی)۔

''الدین یسر'' یہ صرف لفظی دعویٰ ہی نہیں ہے اس کی بیّن شہادتیں بھی موجود ہیں، بائبل میں حقیقتاً ایسے احکام موجود ہیں جن پر عمل کرنا باعث مشقت اور نا قابلِ تحمل تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام ناروا بندشوں کا اپنے فرامین میں خاتمہ فرما دیا ہے جو اعمال کی بجا آوری مشکلات پیدا کرتی تھی۔

مضمون ہٰذہ میں متبعینِ بائبل کے لئے پیغام ہے کہ وہ نبی رحمت کی تعلیمات کا اپنے قلوب و اذہان سے نفرت اور حسد کو نکال کر مطالعہ کریں تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو آسانی تیسیر اور سہولتِ انسانی پر مبنی پائیں گے اور یہی وہ تعلیمات ہیں جو سارے عالم کے لئے احترام، امن، سلامتی، سہولت، آسائش، تیسیر اور نرمی کا پیغام دیتی ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) البقرہ،۲:۱۸۵

(۲) آل عمران،۳:۱۵۹

(۳) التوبہ،۹:۱۲۷

(۴) الاعراف،۷:۱۵۷

(۵) ابوعبداللہ، احمد بن محمد بن حنبل، مسند لامام احمد بن حنبل، مؤسسۃ الرسالۃ، طبع ۲۰۰۱، حدیث ۱۴۵۱۵

(۶) ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الحدود، باب اقامۃ الحدود والانتقام لحرمات اللہ

،حدیث ٦٧٨٦، دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ

(۷) الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب قولِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسروا ولا تعسروا، حدیث ۶۱۲۴

(۸) الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب الدین یسر، حدیث ۳۹

(۹) الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب قولِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسروا ولا تعسروا، حدیث ۶۱۲۸

(۱۰) البقرہ،۲:۲۸۶

(۱۱) بائبل، خروج، باب۲۰:۱۱-۸، پاکستان بائبل سوسائٹی، انارکلی، لاہور

(۱۲) خروج، باب ۲۲: ۲۰

(۱۳) خروج، باب ۳۱: ۱۴

(۱۴) مسلم بن الحجاج القشیری، الصحیح المسلم، کتاب الجمعۃ، باب فضل یوم الجمعۃ، حدیث ۸۵۴، دار احیاء التراث العربی، بیروت

(۱۵) الصحیح المسلم، کتاب الجمعۃ، باب فی الانصات یوم الجمعۃ، حدیث ۸۵۱

(۱۶) کتاب گنتی، باب ۳۱: ۱۲-۷

(۱۷) کتاب گنتی باب ۳۱: ۱۷

(۱۸) کتاب استثناء، باب ۷: ۲، ۱

(۱۹) کتاب استثناء، باب ۲۰: ۱۶

(۲۰) الجامع الصحیح، کتاب الجہاد، باب قتل الصبیان فی الحرب، حدیث ۳۰۱۴

(۲۱) الجامع الصحیح، کتاب الجہاد، باب قتل النساء فی الحرب۔ حدیث ۳۰۱۵

(۲۲) الجامع الصحیح، کتاب الجہاد، باب الکسوۃ للاساری، حدیث ۳۰۰۸

(۲۳) کتاب کرنتھیوں، باب ۱۴: ۳۵، ۳۴

(۲۴) الجامع الصحیح، کتاب الاعتکاف، باب ھل یخرج المعتکف لحوائجہ الی باب المسجد، حدیث ۲۰۳۵

(۲۵) کتاب احبار، باب ۲۱: ۷

(۲۶) کتاب متی باب ۵: ۳۲، ۳۱

(۲۷) کتاب مرقس باب ۱۰: ۹-۲

(۲۸) ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق، باب کراھیۃ الطلاق، حدیث ۲۱۷۸، المکتبۃ العصریۃ صیدا۔ بیروت

(۲۹) ابو عیسٰی، محمد بن عیسٰی الترمذی، الجامع الترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء فی استئمار البکر والثیب، حدیث ۱۱۰۷، شرکۃ مکتبۃ مصطفٰی البابی الحلبی ۔مصر، ۱۹۷۵ء

(۳۰) کتاب گنتی باب ۱۹: ۱۳۔۱۱

(۳۱) ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بن مھدی دار قطنی، سنن الدار قطنی، کتاب الجنائز، باب المسلم لیس بنجس، حدیث ۱۸۱۱، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۔لبنان، ۲۰۰۴ء

(۳۲) ابو عبد اللہ محمد بن یزید القذوینی، سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب فی تقبیل لمیت، حدیث ۱۹۵۶، دار احیاء الکتب العربیۃ

(۳۳) کتاب لوقا، باب ۱۴: ۲۴

(۳۴) ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن الدارمی، السنن الدارمی، کتاب الرقاق، باب لا یؤمن احدکم حتیٰ یحب لاخیہ مایحب لنفسہ، حدیث ۲۷۸۳، دار المغنی للنشر والتوزیع ۔السعودیہ، ۲۰۰۰ء

(۳۵) کتاب احبار، باب ۴: ۲۸، ۲۷

(۳۶) کتاب احبار، باب ۵: ۶۔۳

(۳۷) ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم النسابوری، المستدرک علی الصحیحین، کتاب الطلاق، حدیث ۲۸۰۱، دار الکتب العلمیۃ ۔بیروت، ۱۹۹۰ء

(۳۸) کتاب متی باب ۵: ۲۹۔۲۷

(۳۹) الجامع الصحیح، کتاب الطلاق، باب الخطا والنسیان فی العتاقۃ والطلاق، حدیث ۲۵۲۸

(۴۰) ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب بن علی النسائی، السنن النسائی، کتاب الطلاق، باب من علق فی نفسہ، حدیث ۳۴۳۳، مکتب المطبوعات الاسلامیہ۔حلب، ۱۹۸۶ء

(۴۱) کتاب گنتی، باب ۱۴: ۲۰۔۱۸

(۴۲) سنن ابن ماجۃ، کتاب الدیات، باب لا یجنی احد علی احد، حدیث ۲۶۶۹

(۴۳) کتاب احبار، باب ۴: ۱۵

(۴۴) کتاب احبار، باب ۱۲: ۲

(۴۵) سنن ابن ماجۃ، کتاب الجنائز، باب فی عیادۃ المریض، حدیث ۱۴۴۱

(۴۶) الاعراف، ۷: ۱۵۷

(۴۷) الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب الدین یسر، حدیث ۳۹